

آنسو نوار

دیوان - المعلم عبد الحمید الغرابی (عربی)۔ نوائے پہلوی از حمید الدین فراہی (فارسی)۔ مولانا حمید الدین فراہی مرحوم قرآن بھیم کے مفسر ہونے کی حیثیت سے پوسے برصغیر میں ایک امتیازی مقام رکھتے ہیں۔ وہ ۱۸۶۲ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۳۱ء میں انتقال فرمائے گئے یہ دو مختصر مجموعے ان کے عربی اور فارسی اشعار کے ہیں۔

مولانا فراہی مولانا شبیل کے خاندان میں سے تھے۔ شروع کی تعلیم علی گڑھ کالج میں ہوئی۔ اُس وقت مولانا شبیل علی گڑھ میں تھے۔ اور سرستید بھی زندہ تھے۔ وہ مولانا کی ذہانت اور عربی و فارسی میں غیر معمولی دستگاہ سے بہت متاثر ہوتے۔

جب وائرسے ہند لارڈ کرزن خلیج فارس کی عربی امارتوں اور جنوبی ایران کی سیاحت کے نئے گیا تو مولانا فراہی بطور عربی و فارسی مترجم کے اُس کے ساتھ ان دیاں میں گئے۔

اس کے بعد مولانا نے قرآن مجید کے لئے اپنی زندگی وقف کر دی۔ اور آخر تک اسی میں غور و خوض کرتے رہے۔ چنانچہ مولانا عبدالمadjed دریا بادی نے مولانا فراہی کے باسے میں لکھا ہے:-

”وَأَنْهُو نَّمِيَرَ كَعْبَسَ نَمِيَرَ أَصْوَلَ وَرِيَافَتَ كَعْبَسَ۔ اَنْ مِسَبَ سَبَ سَبَ طَرَابَانَ كَعْدَسَه نَخْمَ قَرَآنَ هَيْ بَعْنَى هَرَسُورَه بَجَائَ خَوْدَ اَكِيَتْ سَقْلَ وَنَظَرَ وَمَرْتَبَ كَلَامَ هَيْ۔ اَوَرَ پَهْرَاسَ طَرَاحَ بَرَ سُورَه اَپَنَے مَضْمُونَ کَلَامَه سَعَادَتَه اَپَنَی تَقْبِيلَ وَالَّي اوَرَ بَعْدَ وَالَّي سُورَه سَعَادَتَه هَيْ“ مولانا فراہی کی تفہیم القرآن کے بعض اجزاء اصل عربی میں اور ان کے آردو ترجمے شائع ہو چکے ہیں۔

مولانا فراہی مفسر قرآن ہونے کے ساتھ کبھی کبھی فارسی و عربی میں شعر بھی کہا کر تھے۔

اُن کے قائم کردہ مدرسہ الاصلاح عظیم گڑھ کی طرف سے جہاں اُن کی تفسیر کے بعض رسائلے شائع کئے گئے ہیں، وہاں مولانا کے عربی و فارسی اشعار کے زیرِ نظر جمیعے بھی شائع ہوتے ہیں۔ ”دیوان“ مولانا کے عربی اشعار کا مجموعہ ہے اور تو اسے پہلوی فارسی اشعار کا۔

”دیوان“ کی بعض نظیں اُس دور کے تاریخی واقعات کے متعلق ہیں۔ ایک نظم ۱۹۱۱ء کی جنگ طرابس پر ہے۔ طرابس پر اطالیوں کے ہمے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”اگر تم نے آج مدافعت نہ کی تو یقیناً اس سے بھی نخوس دن آئے گا۔ میں قتنوں کو موجز ان دیکھ رہا ہوں، اور جو سہجان سکتا ہے، اُس کے لئے وہ ظاہر ہیں۔ وہ (شمن) قسطنطینیہ چاہتے ہیں اور اس کے بعد ارضِ القدس“؛ اور اس نظم کا آخری شعر ہے:-

وَلِيَنْصُرَنَ اللَّهُ مِنْ يَنْصُرَهُ فَلِيَحْمِسْ

(بے شک اللہ اُسی کی مدد کرتا ہے، جو خود اپنی مدد کرے، پس لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ) طرابس اُس وقت ترکوں کے متحت تھا۔ اور وہاں عرب اور ترک مل کر حملہ اور اطالیوں کے خلاف لڑے تھے۔ مولانا فراہی اس کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں: ”اے گمراہی! وہ راطالوی نہیں جانتے کہ خلافت (عثمانی) اب سے اچھی جمع کرنے والی ہے۔ پس بھم اُس کے لئے جانیں شمار کر دیں اور اُس کی حفاظت کریں۔ ترک بہادر غازی کی سبقی کی طرح ہیں۔ اور عرب مثل انگلیوں کے ہیں۔ اور بقیل انگلیوں کے بغیر نہیں ہوتی۔“

طرابس کے بعد ۱۹۱۲ء میں بلقان میں لڑائی شروع ہو گئی تھی۔ وہاں کی عیسائی ریاستیں ترکوں کے خلاف اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔ اور ایک وقت میں عیسائی فوجیں قسطنطینیہ کے پاس پہنچ گئی تھیں۔ جنگ بلقان کامولانا یوں ذکر کرتے ہیں: ”بلقان میں لڑائیوں کی آگ بھڑک اُٹھی۔ اُسے اہل صلیب نے سرکشی کر کے بھڑکایا ہے۔ آفاق میں کوئی جگہ ایسی نہیں رہی کہ اسلام کو وہاں شعلوں نے نہ پیٹ لیا ہو۔ شیطان نے اپنے جنچے اکٹھے کئے اور انہیں شر پر اکسایا۔ انہوں نے اسلام پر اپنی میغایری بول دیں، جنہوں نے دوست کو دوست سے بھلا دیا ہے۔“

اس کے بعد عربی اشعار سنئے:-

يَا كُرْدُ مِيَا تاتارِ مِيَا كَابِلٍ يَا كَلٍ مِنْ لَّهِ عَبْدٌ مُنْبِتٍ

فی مشرق الافق ادمغرب او فی شمال الارض او فی جنوب
 یید عوکم الاسلام جبہراً الی ذب العدی عنہ فھل من مجیب
 قوموا النصر الحق من فورکم داستنروا من کل مرد و شیب

(اسے کردو! اسے تا ماریو! اسے کابل! اور ہر وہ شخص جو اللہ کا تعالیٰ العذار بندہ ہے۔ وہ مشرق میں ہو یا مغرب میں، شمال میں ہو یا جنوب میں۔ تمہیں اسلام و شہنوں کا مقابلہ کرنے کے لئے علی الاعلان بلاتا ہے۔ کیا کوئی اس دعوت کو قبول کرنے والا ہے۔ حق کی مدد کے لئے فوراً اٹھو۔ ہر نوجوان اور بلوڑھا کمر بہت باندھ لے)

مولانا فراہی کی زبان بڑی صاف اور روان ہے۔ اور اس میں عجیبوں کا مطلق المکلف نہیں۔ افسوس ہے مولانا کا یہ مجموعہ بہت ہی مختصر ہے۔ شعر گوئی چوں کہ مولانا کا اصل مقصد نہیں تھا۔ اس لئے بوسکتا ہے جیسا کہ مؤلف مجموعہ نے لکھا ہے، مولانا کا عربی کا او بھی کلام ہو۔ جو محفوظ نہ رہا ہو۔ بہرحال اس مختصر سے مجموعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا کو فصیح عربی پر کتنی قدرت تھی۔ اور وہ عرب اہل زبان کی طرح اس میں اپنے جذبات کا بڑی خوبی سے اظہار کر سکتے تھے۔
 ”دیوان“ کے کل ۳۷ صفحے ہیں۔ اور قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے ہے۔

نوائے پہلوی : مولانا کے فارسی کلام کا مجموعہ ہے۔ عربی کی طرح مولانا فراہی کو فارسی زبان پر بھی پوری قدرت تھی۔ اس مجموعہ میں نظیں ہیں۔ غزلیں ہیں اور قطعات ہیں۔ ایک قصیدہ شہود ایرانی شاعر خاقانی کے تبع میں سلطان عبدالحمید کی تعریف میں ہیں۔ اس کے چند شعر ملاحظہ ہوں۔
 شاہنہشہ کے رامیش راجہ سجدہ بر غلک - شاہنہشہ کے رامیش راجہ کرا آئینہ
 سلطان دین خلیفہ عبدالمحیمد خاں - کس مثل درجهان نبود جز در آئینہ
 کیوں علم، ستارہ حشم، آسمان سریر - جشید ساغراست وہم اسکندر آئینہ
 ایک قطعہ راجہ نیپال کی فرمائش پر لکھا گیا۔ جو ”شادی“ تخلص کرتا تھا۔
 ”حدیثِ عشق“ کے عنوان سے ۳۱ صفحات پر شامل ابیات ہیں۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں:-

بسی عاشق بہر کشور بیابی - چو من دلدار کستہ بیابی
 باشب چوں مرغ و ماہی گیر د آرام - مرا بیتاب بر بستہ بیابی